اکیسویں صدی کے انگریزی تراجم قرآن

مترجمین کی ترجیحات اور رجحانات

عبدالرحیم قدوائی

ہر چند کہ ابھی اکیسویں صدی کی گویا ابتدا ہے اور تقریباً کل ۱۷ سال گزرے ہیں لیکن اس قلیل مدت میں بھی قرآن مجید کے پینتالیس (۴۵) مکمل انگریزی تراجم منظر عام پر آچکے ہیں[۱]۔ اولین انگریزی ترجمہ ۱۶۴۹ء شائع ہوا تھا اور ۲۰۰۰ء تک ڈھائی سو (۲۵۰) سال کے عرصے میں کل ستر (۷۰) تراجم شائع ہوئے[۲]۔ جب کہ موجودہ صدی کے صرف ۱۷ سال کی مختصر مدت میں ۴۵ تراجم منصۂ شہود پر آگئے ہیں۔

یہ غیر معمولی سرگرمی توجہ کی طالب ہے کہ آخر وہ کون سے عوامل اور محرکات ہیں جن کے باعث تراجم کی تعداد میں یہ غیر معمولی اضافہ ہوا ہے؟ نظریاتی لحاظ سے یہ مترجمین کس قبیل کے ہیں؟ ان کا مطمحِ نظر کیا ہے؟ کیا ان کے تراجم سے قرآن فہمی کے باب واقعتہً وا ہوئے ہیں؟ کیا یہ تراجم اپنے پیش رووں کی بہ نسبت بہتر ہیں؟ یہ تراجم قارئین کی دینی اور ذہنی رہنمائی میں کتنے کامیاب ہیں؟ کیا ان تراجم کا مقصود غیر قرآنی افکار کی پیش کش ہے جس کے لیے قرآن مجید کے متن کو آلۂ کار بنایا گیا ہے؟ زیر نظر مقالے میں ان اہم سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ سعی اس اعتبار سے ضروری ہے کہ بدقسمتی سے ان تراجم کے تنقیدی تجزیے کی روایت ہمارے علمی حلقوں میں موجود نہیں ہے جب کہ ترجمۂ قرآن مجید کے نام پر فتنہ پروری کا بازار گرم ہے۔ چونکہ ان تراجم کے قارئین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں لہذا ان ناواقف حال قارئین کو

گمراہ کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے اور سادہ لوح قارئین بآسانی مستشرقین، قادیانی اور دیگر ضالّ اور مضل مترجمین کے نظریاتی حملوں اور علمی خیانت کا شکار بن جاتے ہیں۔ لہٰذا ان تراجم کو اسلامی عقائد، قرآنی نظریۂ حیات اور انگریزی زبان و بیان پر عبور کی کسوٹی پر پرکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ قرآنیات کے اس شعبے میں تگ و دو محض کتابیات کی اشاعت تک محدود ہے ان سے قرآن مجید پر تازہ مطبوعات سے متعلق قارئین کو یقیناً علم ہو جاتا ہے لیکن ان تراجم کے معیار، محاسن اور ان کے تسامحات اور تحفظات ذہنی کے مطالعے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ یہ مطالعۂ قرآنیات میں ایک بہت بڑا اور افسوس ناک خلا ہے جس کو سلیم الطبع اہل قلم کو سنجیدگی اور اہتمام کے ساتھ پُر کرنا چاہئے۔

حالیہ انگریزی تراجم پر نقد و نظر سے قبل یہ مناسب ہوگا اگر ہم اس روایت اور اس کے تاریخی پس منظر پر ایک طائرانہ نظر ڈال لیں۔ اولین انگریزی ترجمہ Alexander Ross کا ہے جو ۱۶۴۹ء میں طبع ہوا۔ اس ترجمہ کا عنوان ہی مترجم کے تعصبات اور مزعومات کا غماز ہے اور وہ یہ ہے:

The Alcoran of Momet Newly
Englished for the satisfaction of all that
Desire to Look into Turkish Vanities ۳

عنوان دو صریح غلط بیانوں سے داغدار ہے۔ اولاً قرآن مجید کو رسول اکرم ﷺ کی تصنیف قرار دیا گیا ہے۔ ثانیاً مترجم کی دانست میں قرآن مجید کا تعلق صرف سلطنت عثمانیہ کے ترکوں سے ہے۔ یہ ملحوظ رہے کہ ۱۶۴۹ء میں ترکی کی سلطنت عثمانیہ اپنے دور کی عظیم عسکری قوت تھی جس سے اہل یوروپ خوفزدہ بھی تھے اور متنفر بھی۔ ستم یہ کہ وہ اسلام/ مسلمانوں کو صرف ترکی تک محدود اور محصور سمجھتے تھے۔ یہی لاعلمی، تنگ نظری اور عصبیت اس ترجمہ کے ہر ہر صفحہ پر نمایاں ہے کہ Ross کے بموجب اسلام سرے سے کوئی مذہب ہی نہیں بلکہ عیسائیت کا مسخ شدہ اور مضحکہ خیز چربہ ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبرِ خدا نہیں بلکہ ایک طالع آزما، سیاسی مہم جو تھے جن کا مقصدِ حیات محض اقتدار کا حصول

اور اپنی نفسانی خواہشات کی تسکین تھا۔ یہ اسلام دشمن موقف صرف Ross ہی کا نہیں بلکہ قرون وسطیٰ کے کلیسا کے زیر سرپرستی پورے یوروپ کے دل و دماغ پر صدیوں تک چھایا رہا۴۔ اور اس کے مہلک سائے آج بھی مغربی ممالک کی خارجہ پالیسی اور مسلم ممالک کو یکے بعد دیگرے تباہ و برباد کرنے کی منظّم کوششوں پر نظر آتے ہیں۔

یہاں مذکور اولین انگریزی ترجمہ قارئین کو اسلام سے متنفر کرنے کا محض ایک وسیلہ تھا اور علم و فضل یا قرآن فہمی سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ یہی منفی مقصد اسلام پر مستشرقین کی تمام تصانیف میں قدرِ مشترک ہے کہ وہ کسی نہ کسی پیرایہ میں اسلامی عقائد اور احکام، سیرۃ طیبہ، شعائر اسلامی اور مسلم تہذیب و تمدن کے خلاف قلب اور ذہن کو مسموم کرنے کے درپے رہتی ہیں تا کہ ناواقف قارئین اسلام سے کلیتاً بدظن ہو جائیں۔ اگلا انگریزی ترجمہ ۱۷۳۴ء میں George Sale نے پیش کیا۵۔ موصوف کا تعلق کلیسا بلکہ عیسائی تبلیغی تحریک سے تھا۔ انھوں نے بائبل کا عربی ترجمہ بھی اسی تبلیغی نقطۂ نظر سے کیا۔ خالصتاً عیسائی مبلغ کے طور پر Sale نے اسلام اور قرآن مجید کے خلاف زہر افشانی کے لیے اپنے ترجمہ کو صرف وسیلے کے طور پر اختیار کیا ہے۔ اسی اسلام دشمن رویہ کا اطلاق مستشرقین کے درج ذیل دیگر تراجم پر بھی کم و بیش ہوتا ہے جیسے J.M.Rodwell ۱۸۶۱ء ۶۔ E.H.Palmer ۱۸۸۰ء ۷ اور Richard Bell ۱۹۳۷-۳۹ء ۸۔

بیسویں صدی کے اوائل تک اس میدان پر بلاشرکت غیر مسلموں کی اجارہ داری رہی جس میں مستشرقین اور عیسائی مبلغ پیش پیش رہے۔ ترجمے کی آڑ میں ان کو اسلام مخالفت ہفوات گوئی اور قارئین کو دانستہ گمراہ کرنے کی گویا بے لگام آزادی حاصل رہی۔ البتہ بیسویں صدی کی ابتداء ہی سے اس میدان میں ان کے غلبہ کی بنیادیں منہدم ہونا شروع ہوئیں۔ ان کے اس طلسم کو اولاً برصغیر ہند و پاک کے انگریزی تعلیم یافتہ بعض مسلمان اہل قلم نے اس طور پر توڑا کیا کہ ان کو اپنے تراجم پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعض مسلم فضلاء مستشرقین کی ریشہ دوانیوں سے بھی بخوبی واقف تھے اور انھوں نے اس زہر کا تریاق بخوبی فراہم کیا۔ ان میں قابلِ ذکر غلام سرور، عبداللہ یوسف علی اور مولانا عبدالماجد دریابادی

ہیں جن کے تراجم قرآن بالترتیب ۱۹۲۰ء، ۱۹۳۷ء اور ۱۹۵۷ء میں منظر عام پر آئے۹۔

غرض یہ کہ ۱۹۸۰ء تک صورت حال یہ تھی کہ کل ۳۲ انگریزی تراجم دستیاب تھے جن میں ۱۸ غیر مسلم حضرات بشمول ۸ قادیانیوں اور ۱۴ مسلمان اہل قلم کے تھے۔ البتہ ۱۹۸۰ء کے بعد سے یہ خوشگوار تبدیلی آنی شروع ہوئی کہ زیادہ تر نئے تراجم مسلمان علماء و فضلاء ہی کی نیک کاوشیں رہی ہیں۔ اس تبدیلی کا بڑا سبب یہ تھا کہ عالمِ اسلام میں ۱۹۰۰ء کے بعد سے انگریزی رائج ہونے کے باعث مسلمان فضلاء، اہل مغرب بالخصوص مستشرقین کے اسلام دشمن موقف سے براہ راست آگاہ ہو گئے، مغرب کے علمی وفکری تفوق کے بت کو پاش پاش کرنے میں بڑا دخل ڈاکٹر محمد اقبال، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور اخوان المسلمون کے رہنماؤں کی کاوشوں کا ہے۔ انگریزی زبان اب مسلمانوں کے لیے اجنبی نہیں رہی بلکہ عین دیار مغرب میں مسلمان معاشی مہاجرین مقیم ہوتے گئے۔

امریکہ، یوروپ، کناڈا اور آسٹریلیا وغیرہ میں مسلم باشندوں کی تعداد کئی کڑور سے متجاوز ہے اور انگریزی کئی نسلوں سے ان کی مادری زبان ہے۔ یہ تاریخ کی عجب ستم ظریفی ہے کہ ایک زمانے میں کفر و الحاد اور بے دینی کے ہم معنی تصور کی جانے والی انگریزی زبان میں اب ہزاروں کتابیں دعوت و تبلیغ کے مقصد سے مسلمان اہلِ قلم کی موجود ہیں۔ ایک طویل عرصے تک اسلام دشمن موقف کی ترجمان انگریزی زبان اب قرآنی افکار و تعلیمات کی اشاعت کے لیے وسیع پیمانے پر اور کامیابی کے ساتھ مستعمل ہے۔ اسی انقلابی تبدیلی کا مظہر انگریزی تراجمِ قرآن مجید کا شعبۂ علم بھی ہے کہ ۱۹۸۰ء سے ۲۰۱۷ء تک شائع ساٹھ (۶۰) تراجم میں مسلمان مترجمین کی تعداد چھپن (۵۶) اور غیر مسلموں کی صرف چار (۴) ہے۔

مسلمان اہلِ قلم کے تراجم کی اشاعت سے قبل اوائل بیسویں صدی میں معرکے کی ایک بحث یہ رہی کہ قرآن مجید کا ترجمہ دوسری زبانوں میں جائز بھی ہے یا نہیں۔ الازہر کے بعض شیوخ مُصر اس پر رہے کہ ترجمہ مطلق ناجائز اور کتاب اللہ نا قابل ترجمہ

ہے۔اس بدیہی حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اپنے اعجاز کے پیش نظر اعلیٰ ترین انسانی دماغ بھی کلام اللہ کے کسی بھی زبان میں ترجمہ پر قادر نہیں لیکن اسی کے پہلو بہ پہلو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی واضح اکثریت عربی سے نابلد ہے۔ ہر مسلمان کا عربی پر عبور حاصل کرنا عملاً ممکن نہیں تو اس صورت میں کیا کروڑوں مسلمان قرآن مجید کے پیغام سے ہمیشہ محروم ہی رہیں گے؟ کیا وہ چند عربی داں فضلاء کی تشریح اور تعبیر ہی پر ہمیشہ منحصر رہیں گے اور براہ راست پیغامِ الٰہی تک رسائی کے کبھی اہل نہ ہوں گے؟ یہ صورت اسلام میں مذہبی اجارہ داری کے قیام کے مترادف ہے جو اسلام کی روح کے عین منافی ہے کہ اسلام اللہ اور بندے کے درمیان براہ راست تعلق سے عبارت ہے۔ مذہبی اجارہ داری کا انتہائی تلخ تجربہ ہندو مذہب، بدھ مذہب اور خود عیسائیت میں ہو چکا ہے۔ چودھویں صدی میں John Wydiffe اور پھر سولھویں صدی میں Martin Luther کی انتہائی جد وجہد کے بعد عام عیسائیوں کے لیے بائبل کا مطالعہ ممکن ہو پایا۔ ہندو مذہبی کتب پر برہمنوں کی اجارہ داری معروف ہے۔

ذکر یہاں اصلاً قرآن مجید کے ترجمے کے جواز کا تھا۔ غیر عربی داں مسلمانوں کے علاوہ ترجمۂ قرآن مجید کی شدید ضرورت اور افادیت دعوتی نقطۂ نظر سے آج کے دور میں اربوں غیر مسلموں کے لیے بھی ہے کہ ان کی عربی سے واقفیت کا کوئی امکان ہی نہیں۔ ان وجوہ سے بالآخر اجماع اس امر پر ہوا کہ قرآن مجید کا ترجمہ مطلوب ہے البتہ اس ضمن میں انتہائی احتیاط برتنا چاہیے مثلاً ترجمہ میں عربی متن قرآن مجید بھی پہلو بہ پہلو شائع ہو، مترجم عربی زبان پر دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلامی مآخذ سے بخوبی واقف ہو، متدین اور صاحب نظر ہو، صریحاً باطل تفسیر بالرائے کا مرتکب نہ ہو، اپنی ذاتی، مسلکی آراء کی تائید وتوثیق کے لیے متن قرآن مجید کو تختۂ مشق نہ بنائے۔ اس کا مقصود تذکیر الٰہی اور ہدایت قرآنی کو واضح کرنا ہو، زبان و بیان بالخصوص ترجمہ کی زبان پر اس حد تک قادر ہو کہ قارئین کو استفادہ میں دشواری نہ ہو، نفسانی خواہشات کا ایسا غلام نہ ہو کہ ترجمۂ قرآن مجید سے اس کا اصل مقصود اپنے مفادات کا حصول ہو، اس کے ترجمہ کا محور قارئین کو پیغام الٰہی

سے روشناس کرانا، اسلامی تعلیمات، عقائد اور احکام سے واقف کرانا اور صراط مستقیم کی جانب ان کی رہنمائی کرنا ہو۔

تفسیر نگاری کے قواعد اور ضوابط اور اس فن کے آداب پر مشتمل ایک مکمل شعبۂ علم صدیوں سے اصول التفسیر کے نام سے موسوم ہے۔ فقہاء اور علماء کی ان تمام پیش بندیوں اور احتیاطی تدابیر کے باوجود بعض تصانیف میں ترجمۂ قرآن مجید کے نام پر ہر نوع کا کذب وافتراء، مسلکی عصبیت، تفسیر بالرائے کی دلخراش مثالیں، غرض یہ کہ قارئین کو گمراہ کرنے کا طوفان بلا خیز نظر آتا ہے۔ یہ مقامِ افسوس ہے کہ اکیسویں صدی میں صریحاً مغالطہ آمیز اور گمراہ کن تراجم کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اب کمپیوٹر طباعت کی سہولت عام ہونے سے ہر کس و ناکس اپنی ذاتی حیثیت میں اور کسی ناشر اور طباعتی ادارے کے توسط کے بغیر اپنی خواہش کی تسکین اور بعض صورتوں میں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے انٹرنیٹ پر اپنا ترجمہ پیش کر کے فتنہ کا بازار گرم کر دیتا ہے۔ برصغیر ہندو پاک میں ترجمہ اور تفسیرِ قرآن کی علمی روایت علماء سے مخصوص رہی ہے اور قارئین اپنے مسلک کے نمائندہ علماء کے ترجمے سے استفادہ کرتے ہیں۔ بظاہر یہ تقلید پسندی ہے لیکن اس رجحان کا یہ فائدہ ہرگز کم اہم نہیں کہ اس کے باعث سادہ لوح، ناواقف قارئین ایسے نام نہاد شر پسند مترجمین ومفسرین سے محفوظ اور مامون رہتے ہیں جو ان قارئین کے عقائد اور ایمان تک کو غارت کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل ذیل میں بیان ہے۔

اکیسویں صدی کے بعض تراجم کا ایک معیوب بلکہ یکسر ناقابلِ قبول پہلو یہ ہے کہ یہ تصنیف یا تالیف سرے سے ہیں ہی نہیں بلکہ محض سرقہ ہیں۔ علمی دنیا میں سرقہ ایک سنگین جرم ہے۔ کلام اللہ کے ضمن میں اس دیدہ دلیری کی شناعت اور دو چند ہو جاتی ہے۔ ان نام نہاد مترجمین کا یہ فضول شوق ناقابلِ دفاع بھی ہے اور ناقابلِ توجیہ بھی۔ مندرجہ ذیل سات (۷) تراجم اپنے پیش رووں کا صرف چربہ ہیں۔

(۱) Translation Committee کا تیار کردہ ترجمہ ۱۰؎ ماقبل کے پکتھال (۱۹۳۰ء) اور عبداللہ یوسف علی (۱۹۳۷ء-۱۹۳۴ء) کے تراجم کی نقل ہے۔

(۲) سید وقار احمد کے نام سے شائع ترجمہ (۲۰۰۵ء) اصلاً عبداللہ یوسف علی کا ترجمہ ہے جس کو موصوف نے بغیر کسی تکلف یا لحاظ کے اپنے نام سے منسوب کر کے شائع کر ڈالا ہے[۱۱]۔

(۳) لیلیٰ بختیار حقوق نسواں کی علمبردار ہیں اور پدری نظام کے خلاف شمشیر برہنہ کی صورت۔ ان کا ترجمہ تانیثی نقطۂ نظر کا آئینہ دار ہونے کے علاوہ بڑی حد تک ممتاز مستشرق اے۔ جے۔ آربیری A.J.Arberry (مطبوعہ ۱۹۵۵ء) سے مستعار ہے[۱۲]۔

(۴) شریف چودھری سے منسوب ترجمہ (۲۰۱۰ء) پکتھال (Pickthall) کے ترجمہ (۱۹۳۰ء) پر مبنی ہے[۱۳]۔

(۵) یحییٰ اور جوہانی کا ترجمہ (۲۰۱۲ء) بھی پکتھال ہی کی کاوش کا عین عکس ہے۔

(۶) جبوری کا ترجمہ (۲۰۱۴ء) عبداللہ یوسف علی کے ترجمے سے ماخوذ ہے [۱۴]۔

(۷) محمد کا ترجمہ (۲۰۱۷ء) بھی عبداللہ یوسف علی ہی کے ترجمہ پر منحصر ہے[۱۵]۔

علمی بددیانتی کی یہ شرمناک مثالیں اس حقیقت پر دال ہیں کہ نقد ونظر کی روایت مستحکم نہ ہونے کے باعث طالع آزما اشخاص کو بآسانی یہ موقع مل جاتا ہے کہ وہ قارئین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ایسی خیانت کا ارتکاب کریں۔ ترجمہ قرآن مجید جیسے مقدس دینی اور علمی فریضے کی انجام دہی میں خیانت اور سرقہ کی شناعت اور بڑھ جاتی ہے۔

مسلمان مترجمین کے میدان میں آجانے اور مستشرقین کے اسلام دشمن مقاصد کے طشت ازبام ہوجانے کے بعد ۱۹۵۵ء سے ۲۰۰۷ء تک یعنی ۵۲ سال کے طویل عرصے تک کسی مستشرق کا کوئی نیا ترجمہ منظر عام پر نہیں آیا، گو اس اثناء میں ماقبل مستشرقین کے تراجم کی طباعت بدستور جاری رہی اور قارئین ان کی تلبیس اور شر سے بالکل محفوظ اور مامون نہیں رہے، البتہ ۲۰۰۷ء میں لندن یونیورسٹی کے Alan Jones [۱۶] اور ۲۰۱۴ء میں امریکہ کے A.J.Droge [۱۷] کے تراجم سے استشراق کا فتنہ پھر تازہ دم ہوگیا ہے۔ ان دونوں تراجم میں کلامِ الٰہی، سیرۃ طیبہ اور اسلام کے خلاف اتہامات، دشنام طرازی اور کذب وافترا کی وہی کیفیت ہے جو قرون وسطیٰ کی مغربی تحریروں میں ملتی ہے۔ مستشرقین

کی دانست میں اسلام یہودیت اور عیسائیت کا ایک ناقص اور نا قابل اعتناء چربہ، قرآن مجید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن کا اختراع اور سیرۃ طیبہ بشری معائب اور کجیوں سے عبارت ہے۔ قرون وسطیٰ میں مستند مطبوعہ مآخذ اور مصادر سے استفادہ، مسلم ممالک میں سفر اور سیاحت اور مسلمانوں سے براہ راست تعلق اور تبادلۂ خیال کے مواقع خال خال تھے۔ البتہ حیرت اس امر پر ہے کہ اسلام اور قرآن مجید کے بارے میں لاعلمی، بے اعتنائی اور بغض وعناد کا رویّہ ہنوز روز اول کا سا ہے Jones کی تحقیق انیق کے مطابق قرآن میں مناظرہ بازی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور اس کی ہر سورہ کا مقصود غیر مسلموں بالخصوص یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف نفرت اور تشدد کو برانگیختہ کرنا بلکہ ان کو جواز بخشنا ہے۔ ان کے بقول قرآن مجید کی رو سے غیر مسلم گویا انسان ہی نہیں ہے اور ان کا قتل وخون عین کارِثواب ہے، منافرت کا فروغ ہی اس کا واحد موضوع اور محور ہے۔ قرآن مجید کے اس مسخ شدہ تعارف کے بعد اس کے پیغام پر توجہ یا بین المذہبی مکالمے کا کیا امکان رہ جاتا ہے۔ قرآن مجید کے مندرجات کی صریحاً غلط ترجمانی کے پہلو بہ پہلو Jones کا یہ دعویٰ بلکہ اصرار تقریباً ہر صفحہ پر ملتا ہے کہ قرآن مجید تمام تر ماخوذ ہے بائبل سے۔ اس منطق کی رو سے تو اصل مجرم بائبل کو قرار دینا چاہیے۔ قرآن مجید کے خلاف ایک اور اعتراض Jones نے بڑے شد ومد کے ساتھ یہ کیا ہے کہ اس کی عبارت ایسی گنجلک بلکہ مغلق ہے کہ اس سے کوئی معنی ہی نہیں نکلتے۔ یہاں سوال قدرتاً یہ پیدا ہوتا ہے کہ موصوف نے جو معنیٰ قرآن مجید سے منسوب کیے ہیں پھر ان کا ماخذ کیا ہے؟ غرض یہ کہ Jones کے ترجمے سے قرآن فہمی کی راہ ہموار ہونا تو کجا، اس سے صرف تنفر اور بعد پیدا ہوتا ہے A.J.Droge نے اپنا ترجمہ بظاہر اس مقصد سے پیش کیا ہے کہ اسے امریکی جامعات میں قرآنیات کے نصاب میں شامل کیا جائے، مگر اس میں بوالعجبی کا پہلو یہ ہے کہ ان کا ترجمہ متعصب اور دریدہ دہن مستشرق کا ترجمان ہے۔ ایسی جانبدارانہ، یک طرفہ تصنیف کو شاملِ نصاب کرنا حق وانصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ موصوف کا دعویٰ ہے کہ دیگر زبانوں میں بھی قرآن مجید کا وجود خود قرآن مجید سے ثابت ہے[۱۸]۔ اس بات پر مستزاد ان کا یہ

انکشاف ہے کہ مکمل قرآن بیک وقت نازل ہوا تھا۔ بتدریج تیئس سال تک نزول قرآن کے وہ سرے سے منکر ہیں ۱۹ اور سورۃ القیامہ آیت ۱۸ سے یہ حیرت ناک استنباط کیا ہے: ''درحقیقت پیغمبر نے خود اللہ کو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سنا یا اللہ کو قرآن املا کراتے ہوئے سنا'' ۲۰۔ اپنے ترجمے میں بلا مبالغہ سینکڑوں مقامات پر موصوف نے یہ اعلان کیا ہے کہ قرآن مجید معنیٰ سے عاری اور ناقابلِ فہم حد تک پیچیدہ ہے۔ موصوف کی قرآن فہمی کے چند نادر نمونے یہ ہیں: ۲۱

- ''قرآن کی رو سے بیوہ خاتون کی عدت کی مدت ۱۴ (چودہ) ماہ ہے۔
- ''قرآن نے مسیح کے تصور سے تعرض نہیں کیا ہے۔ عیسیٰ کے انجام کے بارے میں قرآنی بیانات متضاد ہیں'' ۔۲۲
- ''قرآن میں مذکور معراج/اسراء کا تعلق حضرت موسیٰ سے ہے'' ۲۳۔
- ''سورہ الم نشرح میں پیغمبر کے گزشتہ معاصی کے بوجھ کا ذکر ہے'' ۲۴۔
- ''سورہ النساء آیت/۴۳ کے مطابق شراب نوشی کی اجازت ہے'' ۲۵۔

اپنے پیش رو مستشرقین کی پیروی میں موصوف قرآن مجید کے متن کی صحت اور درجۂ استناد کے منکر ہیں۔ ان کو متن میں جابجا بے محل عبارتیں، وفات نبوی ﷺ کے بعد کے اضافوں، غیر مربوط، غیر متعلق مندرجات، کاتبوں کی اغلاط اور متن پر نظر ثانی کی متعدد مثالیں نظر آتی ہیں۔

البتہ اس دور میں David Hungerford اور ایک مسلمان مصنف صفی کسکس کا مشترکہ ترجمہ (۲۰۱۶ء) ایک خوشگوار استثناء ہے ۲۶۔ اس ترجمے میں تمام قرآنی تصورات اور تعلیمات سے مشابہ اور مترادف بائبل کی عبارتوں کی نشاندہی کی گئی ہے تاکہ ان دونوں کتبِ سماوی میں معنوی اشتراک اور اتحاد نمایاں ہو۔ اس کا منطقی نتیجہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں باہمی مغائرت اور آویزش میں تخفیف ہوگا۔ متنازعہ عقائد مثلاً عقیدۂ تثلیث، عیسیٰؑ کی ابنیت، مصلوبیت اور شفاعت وغیرہ پر دانستہ سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ دونوں مذاہب کے مابین تالیف اور موانست کی رعایت یہاں تک کی گئی ہے کہ قرآنی

عقیدۂ توحید کی بائبل کے متعدد اقتباسات سے تائید اور توثیق کی گئی ہے۔ بین المذہبی افہام و تفہیم کی یہ کاوش قابل قدر بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ یہاں بائبل اور قرآن مجید میں موازنہ صرف مشترک نکات تک محدود ہے اور اس عام مغربی الزام کا کوئی شائبہ بھی نہیں ملتا کہ قرآن مجید بائبل سے مستعار ہونے کے باعث ناقابلِ اعتناء ہے۔

قرآن مجید کے معنی اور مقصود کو مسخ کرنے میں مستشرقین کے شانہ بہ شانہ قادیانی مترجمین قرآن مجید بھی نظر آتے ہیں۔ بلکہ وہ اس لحاظ سے اور زیادہ خطرناک اور مضر ہیں کہ ان کے نام بظاہر مسلمانوں کے ہوتے ہیں اور ناواقف حال یا بھولے بھالے قارئین ان کے دجل وفریب کا شکار بن جاتے ہیں اسی طرح وہ اسلامی عقائد کو جزوی طور پر تسلیم اور جزوی طور پر تبدیل کر کے پیش کرتے ہیں اور ان کی یہ خیانت فوری طور پر بآسانی قارئین کی گرفت میں نہیں آتی۔ قادیانی اہلِ قلم نے ایک عرصے تک اس شعبہ پر اپنا تسلط برقرار رکھا۔ محمد علی کے ترجمے (۱۹۱۷ء) ۲۷ کے بعد پے در پے متعدد قادیانی تراجم نہ صرف انگریزی بلکہ متعدد یوروپی اور افریقی زبانوں میں طبع اور تقسیم ہوتے رہے اور سادہ لوح قارئین کو گمراہ کرتے رہے۔ قابل ذکر قادیانی انگریزی مترجمین یہ ہوئے ہیں: مرزا بشیر الدین محمود (۱۹۴۷ء-۱۹۶۳ء) ۲۸ شبیر علی (۱۹۵۵ء) ۲۹ ملک غلام فرید (۱۹۶۹ء) ۳۰ اور سر محمد ظفر اللہ خان ۳۱ (۱۹۷۱ء)۔ ۱۹۷۰ء کے عشرہ میں پاکستانی حکومت کے قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دینے کے فیصلے اور ختمِ نبوت تحریک کی بدولت قادیانیت کا فتنہ ایک حد تک اس طور پر فرو ہوا کہ عالمی سطح پر قارئین ان کے ناپاک عزائم سے بخوبی آگاہ ہو گئے۔ غالبًا اسی باعث ۱۹۷۱ء سے ۲۰۰۵ء کے درمیانی عرصے میں کوئی نیا قادیانی ترجمہ منظر عام پر نہیں آیا۔ البتہ ۲۰۰۵ء میں امۃ الرحمٰن عمر اور ان کے شوہر عبد المنان عمر کا ترجمہ قادیانی عقائد کی ترجمانی پر مشتمل امریکہ سے شائع ہوا ۳۲۔ در اصل یہ ترجمہ قادیانیت کے دورِ اوّل کے مصنف اور مرزا غلام احمد کے دست راست حکیم نور الدین (۱۸۴۱ء-۱۹۱۴ء) کی غیر مطبوعہ اردو تفسیر کا انگریزی قالب ہے۔ یہ خدمت ان کے اہل خانہ نے انجام دی ہے۔ ہر چند کہ قادیانی مکتب فکر کے عین مطابق اس ترجمہ میں معجزات اور عالم غیب کا انکار

اور ختم نبوت کے عقیدے کی تردید ملتی ہے لیکن شاطر مرتبین نے سرورق، مقدمہ اور تعارف وغیرہ میں قادیانیت کو پردۂ خفا میں رکھنے کا غیر معمولی اہتمام کیا ہے۔

یہ ایک دلخراش بلکہ نا قابل یقین سی حقیقت ہے کہ اسلام اور قرآن مجید کے خلاف ریشہ دوانی اور اس کے عقاید و افکار کی تحریف کی مذموم کوشش صرف مستشرقین اور قادیانی اہل قلم تک محدود اور محصور نہیں۔ کئی ایسے تراجم حال میں شائع ہوئے ہیں جن کے مصنف نام کے اعتبار سے مسلمان ہیں لیکن ان کے ہاں متن قرآن مجید کی صحت، سیرۃ طیبہ، حدیث اور صحابہ کرام پر رکیک حملوں کی بہتات ہے۔ بعض صریحاً ارتداد کے دائرے میں آتے ہیں۔ اس خبث باطنی کا آغاز مصرنژاد رشاد خلیفہ (۱۹۷۸ء) نے اپنے انگریزی ترجمہ سے کیا [۳۳]۔ موصوف کا اصل ایمان ابجد کے حساب سے ۱۹ کے طلسماتی عدد پر تھا اور کمپیوٹر کی مدد سے اعداد شماری کی بنیاد پر یہ شوشہ چھوڑا کہ چونکہ سورہ التوبہ کی آیات ۱۲۸ اور ۱۲۹ ان کے کمپیوٹر کے حساب کتاب کی رو سے ثابت نہیں لہٰذا وہ الحاقی ہیں۔ موصوف حدیث کے مطلق منکر تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی کردار کشی میں بھی انھیں کوئی باک نہیں تھا۔ زیادہ سوہان روح امر یہ ہے کہ اس فاتر العقل کے معنوی جانشین کئی کئی ہوئے ہیں اور ان کے تراجم اس کے بپا کیے ہوئے فتنے کو تازہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس باب میں حالیہ تکلیف دہ مثال ترکی نژاد ادیب یکسل اور مسلمان ناموں کے حامل ان کے تین دیگر رفقاء کا ترجمہ ہے جو ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا [۳۴]۔ اس ترجمے کا ذیلی عنوان A Refnomist Translation (ایک مصلحانہ ترجمہ) ہے لیکن اپنے مندرجات کے لحاظ سے یہ سرتا سر مفسدانہ ہے۔ مترجمین نے یہ صراحت ابتداء ہی میں کردی ہے کہ وہ رشاد خلیفہ کے طلسماتی عدد ۱۹ کے نظریہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کے اثبات میں ان کا دعویٰ ہے: ''چودہ صدیوں سے جو حقیقت راز میں تھی اسے رشاد خلیفہ نے ہمارے دور میں کمپیوٹر کی مدد سے فاش کردیا۔ ہرچند کہ قرآن کا نزول چودہ سو سال قبل ہوا تھا لیکن اس کا یہ شماریاتی معجزہ ہمارے عہد میں منکشف ہوا'' [۳۵]۔ اس ترجمہ میں مذکور بعض ہفوات یہ ہیں:

☆ ''سنّی فرقے میں صحابہ کی پرستش دین کا جزو اعظم ہے''۳۶۔

☆ ''سلیمانؑ فنون لطیفہ کے دلدادہ تھے۔ قابل مذمت ہیں علماء جوفن کے مظہر مجسمہ سازی کی ممانعت اور مخالفت کرتے ہیں''۳۷۔

☆ ''ابراہیمؑ کا قصور یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے کے ذبح کے حکم کے لغوی معنی پر عمل کیا ہے۔ ان کا خواب تو محض ایک استعارہ تھا۔ اگر وہ آج حیات ہوتے اور حکم الٰہی کے مطابق اپنے بیٹے کو ذبح کر دیتے تو ہم ان کو بطور قاتل ملزم گردانتے''۳۸۔

☆ ''قرآن کی تعبیر اور تشریح کا مجاز صرف اللہ ہے۔ قرآن یہ اختیار محمد کو نہیں دیتا''۳۹۔

☆ ''قرآن میں صرف ۳ وقت کی نمازیں مذکور ہیں۔ قرآن میں نماز جنازہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ مختلف فرقوں نے مندرجہ ذیل بدعات ایجاد کر رکھی ہیں: سنت اور نوافل نمازیں، عورتوں کی امامت پر پابندی، قعدہ میں التحیات پڑھنا اور تشہد میں محمد کے نام کا اضافہ''۴۰۔

☆ '' شفاعت کا تصور محض ایک واہمہ ہے حمد اور ثنا صرف اللہ کے لیے ہے پیغمبروں کے لیے ہرگز نہیں کہ وہ ہماری ہی طرح بشر ہیں''۴۱۔

☆ ''قرآن کی رو سے الکوحل ممنوع نہیں ہے۔ فقہ قرآن سے ان تمام احادیث کی نفی ہوتی ہے جو الکحل کے استعمال کو ناجائز قرار دیتی ہیں''۴۲۔

☆ ''محدثین نے معجزات محمد سے منسوب کر دیے ہیں اس پر مستزاد سنّی اور شیعہ مشرکین کا یہ فعل کہ انھوں نے کلمۂ شہادت میں اللہ کے نام کے پہلو بہ پہلو محمد کے نام کا اضافہ کر دیا۔ یہ اضافہ قرآن کی متعدد آیات کے صریحاً منافی ہے''۴۳۔

اسی قبیل کے دوسرے مترجم اعجاز چودھری ہیں۴۴ اور رشاد خلیفہ کے فتنے یعنی قرآن مجید کے متن پر ۱۹ کے طلسماتی عدد کے انطباق کے داعی۔ لہٰذا یہ امر چنداں تعجب خیز نہیں کہ ان کے تفسیری حواشی میں جا بجا سیرۃ طیبہ پر ناروا حملے ملتے ہیں مثلاً ان کا یہ قول کہ مسلمانوں نے سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷ کی غلط تعبیر اور تشریح کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کو

الوہیت کے درجہ پر فائز کر دیا ہے۔ ان کی دانست میں سورۃ التوبہ کی آیات ۱۲۸-۱۲۹ میں رسول کریم کی قرآن مجید میں تعریف اور توصیف اس لحاظ سے بے معنیٰ ہے کہ یہ آیات جعلی ہیں۔ مترجم نے مسلمانوں کو صریحاً مشرکین کے بدترین لقب سے نوازا ہے اور طرہ یہ کہ اپنے آپ کو نبوت کے منصب کا حامل قرار دیا ہے اور اپنا لقب ''المزمل'' اختیار کیا ہے۔ یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ جس طرح امریکہ میں رشاد خلیفہ بطور پیغمبر مبعوث ہوئے تھے موصوف کو یہ منصب انگلستان میں دین کے قیام کے لیے عطا ہوا ہے اور یہ عین اس سنت الٰہی کے مطابق ہے جس کی رو سے ہر قوم میں پیغمبر مقرر کیا جاتا ہے [۴۵]۔

اپنی شناعت اور خباثت کے لحاظ سے سب سے بڑھا ہوا درجہ قادر عبداللہ کا ہے [۴۶]۔ موصوف ایرانی نژاد اشتراکی اور ہالینڈ میں بطور سیاسی پناہ گزیں مقیم ہیں اور بقول خود تین مرتبہ جعلی پاسپورٹ پر امریکہ معاشی ہجرت کرنے کی ناکام کوشش کر چکے ہیں [۴۷]۔ اس کے باوصف مغربی ذرائع ابلاغ بطور روشن خیال مسلمان دانشور موصوف کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں ان قصائد کی شان نزول واضح ہے کہ قادر عبداللہ کا قلم اسلام اور قرآن مجید کی مخالفت کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ رہتا ہے۔ اپنے ترجمے میں موصوف نے بلا تکلف قرآن مجید کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف قرار دیا ہے ان کے بعض ہفوات ''نقلِ کفر کفر نباشد'' کے طور پر درج ہیں:

- ''اپنی تحریر کو ابدیت عطا کرنے کے لیے میں نے اپنی جانب سے قرآن کے متن میں ایک نئی سورہ یعنی سورہ ۱۱۵ کا اضافہ کر دیا ہے''
- ''میرا ترجمہ بیک وقت محمد ابن عبداللہ اور قادر عبداللہ کی نثر کا نمونہ ہے'' [۴۸]۔
- ''میں نے قرآن کے متن سے تکرار اور اعادہ کو حذف کر دیا ہے'' [۴۹]۔
- ''قرآن کے متن میں انتشار اور بے ربطی ہے اس میں منطق کا دخل نہیں ہے لہٰذا البعض مقامات پر قرآن فہمی بہت دشوار عمل ہے'' [۵۰]۔
- ''سورہ یوسف دراصل یہودی اور عیسائی مآخذ پر مبنی ہے قرآن نے اس مواد کو محض عربی قالب دے دیا ہے'' [۵۱]۔

یہ فرمودات (بلکہ ہفوات) ہی کیا کچھ کم گمراہ کن ہیں اس پر مستزاد موصوف کی تحریروں میں انبیاء کی کردار کشی ملتی ہے۔ بالخصوص داؤدؑ، سلیمانؑ اور مریم کے تذکرے فحش روایات سے پر ہیں۔

ان نام نہاد مسلمانوں کے یہ اذیت ناک و گمراہ کن ترجمے مسلم فضلاء اور اداروں کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں۔ اگر قرآن مجید کے نام پر ایسی خطرناک مطبوعات کا تعاقب نہ کیا جائے اور قارئین کو خبردار نہ کیا جائے تو یہ عفریت مزید تباہی کا موجب ہوگا۔

اسلام دشمن عناصر کے ان ضال اور مضل تراجم کے علاوہ ایک اور فتنہ مسلکی عصبیت اور انتشار اور افتراق کا ہے۔ مسلمان مترجمین کے زیادہ تر تراجم اپنے اپنے مسلک کے علمبردار ہیں اور وہ اپنے مسلکی نظریات کو عین قرآن مجید ثابت کرنے پر مصر نظر آتے ہیں۔ اپنے مسلک کو عین حق قرار دینا اور دیگر مسالک کو باطل ٹھہرانا اور اس ضمن میں غلو اور تشدد برتنا قرآن مجید اور قارئین دونوں کے ساتھ شدید ناانصافی ہے۔ اوّلاً قرآن مجید کے ترجمے میں متنازعہ مسلکی امور کے ذکر ہی سے اجتناب کرنا چاہیے، نیز اپنے مسلک کی ترجمانی کے پہلو بہ پہلو دیگر نقطۂ ہائے نظر کی تردید میں توانائی اور صلاحیت ضائع نہ کرتے ہوئے قارئین کو ذہنی انتشار سے محفوظ رکھنا چاہیے لیکن عملاً صورت حال تشویش ناک بھی ہے اور عبرت ناک بھی۔

۲۰۰۴ء میں ایرانی شیعہ فاضل علی قلی قرائی کا ترجمۂ قرآن منظر عام پر آیا۔۵۲ موصوف باصلاحیت مترجم اور صاحبِ قلم ہیں ان کا انگریزی ترجمہ فی نفسہ زبان و بیان اور پیش کش کے انداز کے لحاظ سے خاصا موقر ہے۔ ہرچند کہ متن کے ترجمے میں موصوف نے شیعہ عقائد کو داخل نہیں کیا ہے لیکن ان کے جامع اشاریہ میں یہ صراحت بڑے واضح طور پر ملتی ہے کہ متعدد قرآنی آیات مندرجہ ذیل مخصوص شیعہ عقائد کے اثبات اور تائید میں ہیں، مثلاً عقیدۂ امامت، تقیہ، متعہ، تبرّا، ماہ محرم میں عزاداری، غدیر خم کے موقع پر علیؓ ابن طالب کی بہ طور نائب رسول اور خلیفہ کی تقرری کا اعلان وغیرہ۔ اہل بیت کی فضیلت ان کے ذہن پر ایسی مستولی ہے کہ ان کی رائے میں حضرت فاطمہؓ کا متعین ذکر ان قرآنی آیات میں آیا ہے:

آل عمران/۶۳، الروم/۳۸، الدخان/۳، الرحمان/۲۰، المجادلہ/۱، الحشر/۹ اور الدھر/۶ اور ۲۲۔ اسی طرح حضرت حسینؓ ان قرآنی آیات میں مذکور ہیں: الصافات/۱۰۷، الرحمٰن/۲۲ اور والفجر/۲۷۔۳۰۔ ان کے اشاریے کے مطابق ۴۰ قرآنی آیات الامام المھدی، ۶۰ آیات عقیدۂ امامت اور ولایت، ۶۸ آیات منکرین امامت کے خلاف، اور ۳۷ آیات متبعین ائمہ کرام کے بارے میں ہیں۔ قارئین کے لیے یہ کیسے حیرت انگیز انکشافات ہیں۔

ایران نژاد لیلیٰ بختیار کا شمار ان چند خواتین میں ہے جن کو قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے ۵۳۔ البتہ اس تلخ حقیقت کے اظہار سے مفر نہیں کہ ان کا ترجمہ تفسیر بالرائے اور قرآن مجید کے باب میں غیر محتاط رویّہ سے داغدار ہے۔ خود ان کے بقول وہ جدید عربی سے قطعاً نابلد ہیں البتہ شیعہ و سنی تصوف کی شناور ہیں۔ ان کی عمر عزیز کا معتد بہ حصہّ ایران میں جعفری مسلک کے متبعین کی ہم نشینی میں گزرا گو اصلاً ان کا قیام اپنی عیسائی والدہ کے ساتھ امریکہ میں رہا کہ ان کے والد ایران میں علیحدہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اہم تر نکتہ یہ ہے کہ اپنے ترجمے کی اساس موصوفہ نے ان مآخذ پر رکھی ہے: (۱) حجۃ الاسلام مجتبیٰ موسوی لاری کہ آپ نے لیلی بختیار کی سورہ النساء آیت/۳۴ کی تجددزدہ تشریح کی تائید اور توثیق کی۔ (۲) حقوق نسواں کی سرخیل آمنہ ودود اور مارگٹ بدران جو اسلام میں خواتین کی مطلق مساوات کے لیے مغرب میں عرصے سے کوشاں ہیں۔ (۳) مستشرقین کی جماعت کی تالیف اور ان کے اسلام دشمن نظریات کی حامل Encyclopaedia of the Quran (۲۰۰۳ء) ۵۴۔ ان مصادر سے لیلی بختیار کے نظریاتی اور مسلکی اہداف کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔

بریلوی مکتب فکر اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ طاہر القادری کے ترجمہ (۲۰۱۱ء) میں جلوہ گر ہے ۵۵۔ طاہر القادری کے ترجمۂ قرآن کا ایک دوسرا کمزور بلکہ معیوب پہلو سائنسی اصطلاحات کے بے محابا استعمال اور آیات قرآنی پر ان کا بے محل انطباق ہے۔ موصوف نے متعدد آیات کی توضیح دور حاضر کے معروف سائنسی نظریات کے حوالے سے کی ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ یہی متن کا مراد ہے۔ کیا قرآن مجید کے اولین مخاطبین

ساتویں صدی کے عرب آج کے ان دقیق سائنسی نظریات سے واقف تھے؟ کیا اس نہج کی تفسیر صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے؟ اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ آج کے یہ سائنسی نظریات کل بھی اسی طرح مستند رہیں گے؟ تفسیر میں سائنس کا غلو کی حد تک استعمال احتیاط کے منافی ہے، گو کہ اس کی گنجائش یقیناً ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات کی حقانیت کو نمایاں تر کرنے کے لیے عندالضرورت حوالے سائنسی ایجادات اور اکتشافات کے دے دیئے جائیں کہ قرآن مجید اور سائنس میں مطلق کوئی آویزش نہیں اور نہ اسلام سائنس سے خائف یا اس کا مخالف ہے۔ البتہ عقائد کے ضمن میں سائنس کے مبینہ مسلمات اور محکمات کا کوئی دخل نہیں۔

ترجمۂ قرآن مجید کے باب میں اکیسویں صدی میں جہاں بھی رسول اکرم ﷺ کو صراحتاً یا کنایتاً مخاطب کیا ہے اس کے لیے فاضل مترجم نے آپ ﷺ کے اسم گرامی یا پیغمبر، نبی، رسول کے لقب پر قناعت نہیں کی ہے بلکہ ان تمام مواقع پر آپ ﷺ کی انتہائی تعظیم اور تکریم پر مشتمل کئی کئی القاب ہر ہر جگہ استعمال کیے ہیں جو کہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے متن میں شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح سورہ النور ''نور، مشکوٰۃ، مصباح، زجاجۃ، کوکب اور شجرہ مبارکہ'' کے معروف معنی درج کرنے کے بجائے ان قرآنی الفاظ کو رسول اکرم ﷺ کی صفات کے طور پر بیان کیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے مناقب میں کس کو کلام ہوسکتا ہے لیکن سورہ النور کی آیت النور بدیہی طور پر اللہ سے متعلق اور مخصوص ہے اس کو رسول اکرم ﷺ سے خلط ملط کر دینا خوش عقیدگی اور حبِّ رسول کی بڑی عجیب اور ناقابل قبول شکل ہے۔ اسی طرح اس ترجمہ میں جابجا رسول اکرم ﷺ کی غیب دانی کے دعویٰ کے بارے میں ملتے ہیں۔ سورہ الم نشرح میں بھی قرآن مجید کے متن کو یکسر نظر انداز کرنے کی ایک اور قبیح مثال ہے۔ حبِّ رسول کی آڑ میں ارشاداتِ الٰہی کو طاق پر رکھ دینا ایمان کا تقاضہ ہرگز نہیں۔

یہاں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ منفی مثالیں ہی نہیں ہیں، بلکہ بعض انتہائی خوش کن اور صحت مند رجحانات بھی سامنے آئے ہیں جو کہ قرآن فہمی کے لیے نیک فال ہیں۔

بائبل کے حوالے سے مطالعاتِ قرآن مجید اب تک مناظرہ بازی کے مترادف

رہے ہیں۔ مستشرقین کا روز اول سے یہ الزام چلا آرہا ہے کہ قرآن مجید بائبل سے ماخوذ ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کے مطالعۂ بائبل کا معاملہ ہے اس ضمن میں دو نمایاں رجحانات مقبول رہے ہیں: (۱) خالصۃً مناظرہ کا انداز جس کا مقصود بائبل کی تغلیط اور تردید ہوتا ہے اس کی مثالیں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی اظہار الحق، تفسیر حقانی اور احمد دیدات کے محاضرات ہیں (۲) نسبتاً علمی موازنے کی روایت جو سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفہیم القرآن اور مولانا عبدالماجد دریابادی کی تفسیر ماجدی میں ملتی ہے ان میں سروکار دونوں مذہبی کتب کے تقابل سے ہے۔ اس کا مقصود بھی قرآن مجید کی حقانیت اور صداقت کو نمایاں کرنا اور بائبل میں درآئی تحریفات اور تسامحات کو واشگاف کرنا ہے۔ اس مذہبی تنازع کے پس منظر میں ایک عیسائی اور ایک مسلمان عالم دین کی مشترکہ علمی کاوش بعنوان ۵۶ The Quran with reference to the Bible کی معنویت اور افادیت اس لحاظ سے دو چند ہو جاتی ہے کہ عیسائیت اور اسلام کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ بائبل اور قرآن مجید کے مابین مشترک اقدار اور اخلاقی تعلیمات کی نشاندہی کی ایک وقیع علمی کوشش ہے۔ اس تصنیف کا مقصود اتحاد اور اتفاق ہے نہ کہ اختلاف اور انتشار۔ صحت مند اور حیات بخش موقف اور بین المذہبی افہام اور تفہیم کا کیسا خوشگوار باب! یہ طرز فکر پر امن بقائے باہمی اور امن عالم کا ضامن ہے۔

اکیسویں صدی کے بعض تراجم کا ایک مفید پہلو یہ ہے کہ یہ قرآن مجید سے ناواقف، غیر عربی داں قارئین کی علمی اور دینی ضروریات کو بخوبی پورا کرتے ہیں ان میں نمایاں مقام ان مسلمان مترجمین کو حاصل ہے: (۱) ذکی حماد ۵۷ (۲) طریف خالدی ۵۸ اور (۳) مصطفیٰ خطّاب ۵۹۔ یہ تینوں اصلاً عرب نژاد ہیں البتہ دیار مغرب میں عرصے سے مقیم رہنے کے باعث یہ فصیح انگریزی میں اپنا مافی الضمیر ادا کرنے پر قادر ہیں جس سے ان کے تراجم کی افادیت دو چند ہوگئی ہے۔ اس سے بھی اہم تر نکتہ یہ ہے کہ ان کو اسلام کے بارے میں اہل مغرب کے ذہنی تحفظات اور تعصّبات کا ادراک ہے اور وہ مغرب میں مقیم نوجوان مسلمان نسل کی دینی اور فکری ضروریات سے بھی آشنا ہیں۔ لہٰذا ان کے تراجم

قارئین کی توقعات سے بڑی حد تک ہم آہنگ ہیں۔ قارئین کی ذہنی سطح اور ان کے تقاضوں کا یہ احساس ماقبل کے تراجم میں نہیں ملتا۔

بہرکیف یہ ایک انتہائی خوش آئند تبدیلی ہے جو قرآن فہمی کی راہ میں معین ومدد گار ہے۔ ان تراجم کے تفسیری حواشی میں دور جدید کے معاملات اور مسائل سے تعرض کیا گیا ہے اور قرآن مجید کی روشنی میں ان کا حل پیش کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے، مثلاً ان کے ہاں دہشت گردی، تانیثیت، جہاد، پرامن بقائے باہمی، حقوق انسانی، فقہ اقلیات، مسلم ممالک میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق، صنفی مساوات، صارفیت پرست معاشرے اور غیر مسلموں سے معاشرتی تعلقات کے بارے میں ذہنی رہنمائی ملتی ہے۔

بعض حالیہ تراجم فرد واحد کے نہیں بلکہ اجتماعی کوشش کا ثمرہ ہیں مثلاً Translation Committee (۱) اور Aisha and Abdul Haq (۲) Bewley (۳) Saheeh International اور Monotheist (۴) Group کے تراجم۔ یہ بھی ایک خوش کن رجحان ہے کہ قرآن مجید کی توضیح جیسے نازک اور دشوار عمل کو انجام دینے کے لیے اب مختلف صلاحیتوں کے حامل افراد ایک مشترک کاوش میں سرگرم ہیں اس سے یقیناً قرآن فہمی کی نئی راہیں ہموار ہوں گی اور غیر عربی داں قارئین قرآن مجید کے روح پرور پیغام اور اس کے اعجاز سے کسی حد تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

مختصراً: انگریزی تراجمِ قرآن مجید کے تعلق سے تازہ ترین رجحانات اور ترجیحات کی صورتِ حال یہ ہے:

اکیسویں صدی میں تراجم کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ مترجمین میں غالب اکثریت مسلمان اہل قلم کی ہے، البتہ زیادہ تر مترجمین اس اہم خدمت کے اہل نہیں نظر آتے۔ بعض کا علمِ دین سطحی اور محدود ہے اور بعض کا ذہن مسلکی عصبیت سے مسموم ہے۔ بعض انگریزی طرز ادائیگی پر قادر نہیں۔ بعض نے سرقہ کی شرمناک راہ اختیار کی ہے اور بعض اپنے مسلمان نام کے باوصف اسلامی افکار وتعلیمات مسخ کرنے میں غیر مسلم اہل

قلم سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ اس کے پسِ پشت کسی سازش کو خارج از امکان نہیں قرار دیا جاسکتا کہ مغرب میں ایسے مصنفین کی تعداد قابل لحاظ ہے جو اپنے آپ کو سابق مسلم کے طور پر متعارف کرتے ہوئے اسلام کے خلاف زہر افشانی کرتے ہیں عیسائی مشنریاں اس نوع کی تحریروں کو فروغ دیتی آئی ہیں۔ بظاہر یہ کسی مسلمان سے ہرگز متوقع نہیں کہ وہ قرآن مجید اور سیرۃ طیبہ کو علی الاعلان مطعون کرنے کے بعد اپنے ایمان کی سلامتی کا دعویٰ کر سکے۔ مستشرقین کے تراجم میں بلاشبہ نمایاں کمی آئی ہے اور یہ روایت ایک حد تک روبہ زوال ہے کہ ان کے مقاصد کو اب علانیہ سیاسی مبصرین اور ذرائع ابلاغ کے نمائندے اسلام کی مخالفت کر کے پورا کر رہے ہیں۔ Islamophobia (اسلام کے خلاف نفرت) مغرب میں اب ایک منظم، ترقی یافتہ صنعت کا درجہ رکھتی ہے جس کے سرخیل صہیونی عناصر ہیں۔ قادیانی فتنے کے طشت از بام ہونے کے بعد ان کے لیے تراجم بھی خال خال منظر عام پر آتے ہیں لیکن یہ فتنہ ابھی فرو نہیں ہوا ہے۔

بہر کیف مجموعی صورت حال یہ ہے کہ حال میں بعض معیاری تراجم بھی زیور طبع سے آراستہ ہوئے ہیں جو مسلم اور غیر مسلم قارئین کو قرآن فہمی میں مدد بہم پہنچاتے ہیں، اس لحاظ سے ماضی کی بہ نسبت موجودہ منظر نامہ خاصا روشن ہے۔ آج کے مسلمان مترجمین، علم و فضل، انگریزی زبان پر عبور، طرز ادائیگی اور راسخ عقائد کے اعتبار سے ماقبل کے مسلمان مترجمین پر بدرجہا فوقیت رکھتے ہیں۔ دعوتی نقطۂ نظر سے آج کے تراجم کا معیار بہتر اور برتر ہے۔ البتہ ان تراجم پر مستقل ضرورت نقد و نظر کی ہے تا کہ فتنوں کا بروقت سد باب ہو اور قارئین گمراہی کا شکار نہ ہوں۔ تحفیظِ قرآن مجید کے لیے حفظ معروف طریقہ ہے لیکن اس علمی محاذ پر بھی تحفیظ ہماری ملّی ذمہ داری ہے۔

اسی طرح ایسے معیاری انگریزی تراجم کی مزید ضرورت ہے جو قارئین بالخصوص نوجوانوں کی ذہنی اور فکری سطح کے مطابق ہوں، شستہ، عام فہم انگریزی میں ہوں، قرآنی تصورِ حیات کے مدلل شارح ہوں اور دور حاضر کے سلگتے ہوئے مسائل کے باب میں قرآن مجید کی ابدی ہدایت سے قارئین کو شاد کام کریں۔

حواشی ومراجع

1. Sajid Shaffi, *21st Century Quranic Studies in English,* Viva Books,New Delhi (in Collaboration with the K.A.Nizami Centre for Quranic Studies,A.M.U.Aligarh), PP.1-6
2. Abdur Raheem Kidwai, *Bibliography of the Translations of the Meanings of the Glorious Quran into English,* King Fahd Quranic Printing Complex, Madinah,2007; Abdur Raheem Kidwai, *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran,* Sarup Books,New Delhi,2011
3. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran,*op.cit.,PP. 237-240
4. Mohar Ali, *The Quran and the Orentalists,* Jamiyat Ihyya Minhaj al-Sunnah, Norwich (U.K.),2004; Mustafa Azami, *History of the Quranic Text,* Azami Publishing House, Riyadh,2008
5. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran,*op.cit.,PP. 241-244
6. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran,*op.cit.,PP. 245-248
7. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran,*op.cit.,PP. 249-253
8. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran,*op.cit.,PP. 254-257
9. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60*

English Translations of the Quran, op.cit.,PP. 7-10,16-34,35-39

10. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran*, op.cit.,PP. 126-130
11. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran*, op.cit.,PP. 136-139
12. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran*, op.cit.,PP. 144-148
13. Abdur Raheem Kidwai, *God'Word,Man's Interpretation: A Critical Study of 21st Century English Translations of the Quran*, Viva Books,New Delhi (in collaboration with the Centre for Quranic Studies,A.M.U.,Aligarh),PP.52-54
14. *God'Word,Man's Interpretation*, op.cit.,PP.85-90
15. *God'Word,Man's Interpretation*, PP.122-124
16. *God'Word,Man's Interpretation*, PP.26-30
17. *God'Word,Man's Interpretation*, PP.106.110
18. A.J.Droge, *The Quran: A New Annoated Translation*, Sheffield, Equirox(U.K.),2014, PP.142, 308
19. *The Quran: A New Annoated Translation*, PP.184, 414, 442
20. *The Quran: A New Annoated Translation*, P.411
21. *The Quran: A New Annoated Translation*, P.25
22. *The Quran: A New Annoated Translation*, PP.35,36
23. *The Quran: A New Annoated Translation*, P175
24. *The Quran: A New Annoated Translation*, P.439
25. *The Quran: A New Annoated Translation*, P.50
26. *God's Word,Man's Interpretation*, PP.134-138
27. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60*

*English Translations of the Quran,*op.cit.,PP. 209-212

28. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.,*PP. 213-214
29. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.,* PP. 215-220
30. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.,* PP. 221-228
31. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.,* PP. 229-231
32. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.,* PP. 232.236
33. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.,* PP. 285-288
34. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.,* PP.295-300
35. Edip Yuksel el al, *The Quran: A Reformist Translation,* Brainbow Press(USA), Al- Muddathir 75:nn.1-2
36. *The Quran: A Reformist Translation,* op.cit., *Al-Ahzab* 33:n.12
37. *The Quran: A Reformist Translation,Saba* 34:n.13
38. *The Quran: A Reformist Translation, Al-Saffat* 37:nn. 105-107
39. *The Quran: A Reformist Translation,* PP.28,29
40. *The Quran: A Reformist Translation,* P.508
41. *The Quran: A Reformist Translation, Al-Baqarah* 2:n.48
42. *The Quran: A Reformist Translation, Al-Baqarah* 2: n.219
43. *The Quran: A Reformist Translation, Al-Baqarah* 2:85

44. *God's Word,Man's Interpretation*, PP.102-105
45. *Ijaz Chaudry, Quran Translation*, 2013,P.255
46. *God's Word,Man's Interpretation*, PP.125-127
47. *The Independent* (London),10 February 2016
48. Kader Abdolah, *The Quran: A Journey*, World Edition, London, 2016, P.12
49. *The Quran: A Journey*, op.cit.,PP.11
50. *The Quran: A Journey*, P.80
51. *The Quran: A Journey*, P.147
52. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.*, PP.178-184
53. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.*, PP.144-148
54. Laleh Bakhtiar, *The Sublime Quran*, Qazi Publications, Chicago, 2007,PP.vii,xlix,710
55. *God's Word,Man's Interpretation*, PP.75-82
56. *God's Word,Man's Interpretation*, PP 134-138
57. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.*, PP.149-153
58. *Translating the Untransable: A Critical Guide to 60 English Translations of the Quran.*, PP.158-159
59. *God's Word,Man's Interpretation*, PP 128-133
60. *God's Word,Man's Interpretation*, PP 1-4
61. *God's Word,Man's Interpretation*, PP 55-57
62. *God's Word,Man's Interpretation*, PP 91-92
63. *God's Word,Man's Interpretation*, PP 139-141